ادبیات

ضرورتِ انسان

از

جناب الم مظفرنگری

وہ دن بھی تھے گل افشاں تھیں بہاریں باغِ امکاں میں
شبابِ زندگی تھا کیف پرور بزمِ انساں میں

منور تھی زمانے کی فضا نورِ حقیقت سے
تھا عشرت گیر ذہنِ آدمی ذوقِ محبت سے

نظر آتا نہ تھا رنگِ تعصب سجدہ گاہوں میں
محبت کی پرستش ہو رہی تھی خانقاہوں میں

مگر اب فتنہ در فتنہ ہے ہر کردار انساں کا
تسلط جذبۂ ایماں پہ ہے تقلیدِ عصیاں کا

ہر عنوانِ سحر شامِ تباہی کی نشانی ہے
بہت افسردہ احساسِ مزاجِ زندگانی ہے

ہے غلبہ زندگی پر رسم و آئینِ سیاست کا
پراگندہ ہے شیرازہ کتابِ آدمیت کا

مقید ہے صداقت انتظامِ وحشت آگیں میں
بہاریں گھر گئی ہیں اقتدارِ دستِ گلچیں میں

رلاتی ہے لہو آنکھوں کو سرخی ہر فسانے کی
اجل بھی کانپتی ہے بربریت پر زمانے کی

سیہ کاری کے لاکھوں داغ ہیں عفت کے داماں پر
ہوس کی ظلمتیں چھائی ہوئی ہیں ذہنِ انساں پر

عروجِ حق شکستیں پا چکا ہے زورِ باطل سے
ہے انگاروں کی بارش قافلے پر صبحِ منزل سے

نمایاں حشر سے پہلے ہی آثارِ قیامت ہیں
یہ لمحے زندگی کے ہیں کہ زندانِ مصیبت ہیں

ہے دنیا اے خدا تصویر تخریبِ مجسم کی
کسی انساں کو پھر توفیق دے تعمیرِ عالم کی